قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند دس روپے ۔ قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند تیرہ روپے

نمبر ۱۱۹ | مورخہ ۶ اپریل ۱۹۳۳ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۴ اپریل بوقت ۴ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو کل سر درد سے آرام رہا۔ آج صبح بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے طبیعت اچھی تھی۔ لیکن بوقت ظہر پھر گلے اور سر درد کی شکایت ہوگئی۔ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت عطا فرمائے ؛

دفتر سکرٹری مجلس مشاورت کی طرف سے بعض ضروری تجاویز بطور تتمہ ایجنڈا جماعت ہائے احمدیہ اور رجسٹرڈ لجنات کو ارسال کی جارہی ہیں۔ جن جماعتوں نے ابھی تک اپنے نمائندوں کے انتخاب سے دفتر کو اطلاع نہ بھجوائی ہو۔ انہیں جلد اطلاع بھیج دینی چاہئیے۔

۲ اپریل بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں پیر محمد یوسف صاحب نے ذکر حبیب پر تقریر کی ؛

عید اضحےٰ سے جماعت احمدیہ کو کیا سبق حاصل کرنا چاہئیے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب اپنی جماعت سے

آج سے قریباً سترہ سال قبل ۱۹۱۶ء میں عید اضحےٰ کے دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خطبہ عید کے آخر میں "نتیجہ" جو الفاظ فرمائے تھے۔ انہیں ناظرین کرام عید کے دن پڑھ کر دیکھیں۔ کہ ان پر عمل کرنا کس قدر ضروری ہے ؛

حضور نے فرمایا "عیدیں کوئی کھیل نہیں۔ میلا نہیں۔ تماشا نہیں۔ اسلام کی ہر بات میں حکمت ہوتی ہے۔ پس عید میں بھی ایک بہت بڑی حکمت ہے۔ اور وہ یہ کہ عید یہی بات بتانے کے لئے آتی ہے۔ کہ خدا کے لئے جو کچھ خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ کبھی ضائع نہیں جاتا۔ بلکہ کئی گنا ہو کر ملتا ہے ؛

پس جو لوگ خدا کے لئے خرچ کرنے میں سست ہیں۔ وہ چست ہو جائیں۔ تاکہ خدا تعالےٰ کے لئے ہر ایک قسم کی قربانی کریں۔ اور جو چست ہیں۔ وہ اور تیز ہو جائیں۔ کہ اس راستہ میں جس قدر تیزی دکھائی جائے۔ اسی قدر زیادہ بلندی حاصل ہوتی ہے"

تبلیغی رپورٹیں

مختلف مقامات میں تبلیغ احمدیت

کوٹ کپورا میں مناظرہ

احمد علی صاحب کوٹ کپورا سے لکھتے ہیں۔ کہ ۱۱-۱۲-۱۳ مارچ ۱۹۳۳ء یہاں انجمن اصلاح المسلمین کا جلسہ تھا۔ ان کے اشتہار میں تبادلہ خیالات کے لئے وقت رکھا گیا تھا۔ ہمیں وقت دینے کے متعلق ٹال مٹول کرنے لگے۔ آخر ان میں سے بعض نے مجبور کیا۔ تو صرف نصف گھنٹہ وقت دیا۔ حافظ عبد القادر روپڑی نے ختم نبوت پر بعض اعتراضات کئے۔ جن کے مولوی ظہور حسین صاحب نے تسلی بخش جواب دیئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض الہامات پر اعتراضات کے جواب بھی نہایت عمدگی سے دیئے گئے۔ غرضیکہ اس مناظرہ میں اللہ تعالٰے نے ہمیں کامل فتح عطا کی۔

کالا گوجراں میں جلسہ

عبد القیوم صاحب سکرٹری تبلیغ کالا گوجراں لکھتے ہیں۔ کہ ۱۱-۱۲- مارچ یہاں سالانہ جلسہ پر مولوی غلام حسن صاحب۔ ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم۔ اور مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل نے وفات مسیح فضائل اسلام۔ ختم نبوت۔ صداقت مسیح موعود علیہ السلام حضور کی پیش گوئیوں پر اعتراضات کے جوابات وغیرہ مختلف موضوعات پر بہت مفید تقریریں کیں ؛

جھنگ میں اہلحدیث کا مناظرہ سے فرار

جنرل سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ جھنگ گھیانہ لکھتے ہیں۔ کہ ۱۱-۱۲-۱۳- مارچ کو یہاں اہلحدیثوں کا جلسہ تھا۔ اس موقعہ پر انہوں نے ہمارے ساتھ تحریری مناظرہ کے شرائط وغیرہ طے کر رکھے تھے۔ لیکن بالآخر جبکہ ہمارے علماء قادیان سے پہونچ چکے تھے۔ انکار کر دیا۔ اور طے شدہ شرائط سے صریح فرار اختیار کر لیا۔ آخر اہلحدیث مولوی جھنگ سے آئے تو گھیانہ کی پبلک نے انہیں مناظرہ کے لئے مجبور کیا۔ لیکن اپنے ہمخیال لوگوں کی طرف سے امن کی بحالی کی ضمانت دینے کے لئے نہ تو صدر مجلس آمادہ ہوسکے۔ اور نہ ہی دیگر کارکنان انجمن۔ حالانکہ ہمارے صدر نے اپنے دوستوں کے متعلق ہر قسم کی ذمہ واری لینے کا اعلان کر دیا تھا۔ آخر کار مجسٹریٹ صاحب نے مناظرہ کو رکوا دیا۔ کیونکہ اہلحدیثوں کی طرف سے امن کا کوئی ذمہ دار نہ بنتا تھا ؛

بھاکا بھٹیاں میں جلسہ

سردار خان صاحب بھاکا بھٹیاں سے لکھتے ہیں۔ کہ ۱۵-۱۶- مارچ یہاں جلسہ منعقد ہوا۔ ۱۵ مارچ کو ہمارے مولوی صاحبان کی تقریروں کے بعد ایک غیر احمدی نے سوالات کئے۔ جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ ایک شخص نے بیعت کی۔ اگلے روز پھر تقریروں پر اعتراضات کے لئے مولوی صاحبان آئے۔ لیکن اس قدر زک اٹھائی کہ غیر احمدیوں نے صاف طور پر اقرار کیا۔ کہ احمدی مولویوں کا مقابلہ ہمارے مولوی نہیں کر سکتے۔ اس کے نتیجہ میں بھی ایک شخص نے بیعت کی۔

سرگودہ میں تبلیغ

سرگودہا سے بابو محمد سعید صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ۱۳- لغایت ۱۸- مارچ یہاں میلہ اسپاں ومویشیاں تھا۔ اس موقعہ پر ہماری طرف سے ایک تبلیغی کیمپ قائم کیا گیا۔ میں نے مولوی عبد الحمید صاحب۔ چودھری حاکم علی صاحب اور مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے مختلف موضوعات پر تقریریں کیں۔ ۱۶- مارچ عیسائیوں کے کیمپ میں جا کر ان پر بعض اعتراضات کئے گئے۔ تو وہ جھنجلا اٹھے۔ اور اگلے روز ہمارے جلسہ میں آ کر گڑ بڑ مچانی چاہی۔ مگر جب انہیں لاجواب کر دیا گیا۔ تو چلے گئے۔ ان کے ایک نے پر ایک دیہاتی مولوی عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل پر جبکہ وُہ تقریر کر رہے تھے۔ لاٹھی سے حملہ آور ہوا۔ جسے روک لیا گیا۔ جب اس سے گفتگو کی گئی تو وُہ اپنی حرکت پر بہت نادم ہوا۔ اگلے روز پھر ہمارے دوستوں نے عیسائیوں کے کیمپ میں جا کر تبادلہ خیالات کرنا چاہا۔ مگر انہوں نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی۔

ماچھیواڑہ میں جلسہ

منظور حسین صاحب ماچھیواڑہ سے لکھتے ہیں۔ کہ ۲۰- مارچ ہمارا تبلیغی جلسہ ہوا جس میں ارد گرد کے انصار اللہ بکثرت شریک ہوئے۔ حکیم عبد الرحمٰن صاحب قریشی۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم اور مولوی محمد حسین صاحب نے صداقت اسلام۔ وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعود۔ ختم نبوت وغیرہ موضوعات پر تقریریں کیں۔ سوالات کے لئے وقت دیا گیا۔ لیکن کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ ایک ملاّ نے شر انگیزی کرنی چاہی۔ مگر ناکام رہا۔ جلسہ بفضل خدا بہت کامیاب ہوا ؛

جماعت احمدیہ راولپنڈی کی تبلیغی کوشش

محمد اقدس خان صاحب خدوم گجر سے لکھتے ہیں۔ کہ اس وقت جماعت احمدیہ راولپنڈی کے زیر تبلیغ چار مواضع ہیں۔ فروری و مارچ میں ان میں بہت زبردست تبلیغ کی گئی۔ تین زبردست جلسے اور ایک مناظرہ ہوا ؛

مربع چک نمبر ۹۶ میں مناظرہ

بدر الدین صاحب مربع چک نمبر ۹۶- تحصیل جڑانوالہ سے لکھتے ہیں۔ کہ میں اپنے کاروبار کے سلسلہ میں یہاں آیا۔ یہاں پر صرف ایک احمدی دوست ہیں۔ جن کا مخالفین نے بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ میری آمد پر غیر احمدیوں نے اپنا ایک مولوی بلایا۔ اور مناظرہ کی طرح ڈالی گئی۔ لیکن شرائط طے کرتے وقت اس نے اس قدر حیل و حجت سے کام لیا۔ کہ حاضرین پر اس کا فرار نمایاں ہوگیا۔ اور سکھ معززین نے علی الاعلان اس کی ناکامی کا اظہار کیا۔ بلکہ اس بدتہذیبی پر جو غیر احمدی دوران گفتگو میں اپنی ندامت کو چھپانے کے لئے کرتے تھے۔ انہیں معافی مانگنے پر مجبور کیا۔ اور غیر احمدی مولویوں نے معافی مانگی ؛

نظارت دعوت و تبلیغ کا اعلان

سالانہ رپورٹیں جلد بھجوائیے

مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کے لئے سالانہ رپورٹ تیار ہو رہی ہے تمام جماعتیں اپنی سالانہ تبلیغی کارروائی کی رپورٹ بہت جلد بھیجکر ممنون فرمائیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان-

مجلس مشاورت پر آنے والے احباب

نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ جو مجلس مشاورت پر دارالامان تشریف لا رہے ہیں۔ ان کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ وہ از راہ مہربانی صدر انجمن احمدیہ کے اخبارات "الفضل"۔ "مصباح"۔ "ریویو آف ریلیجنز" کے متعلق بھی اپنے اپنے حلقہ اثر کی کارگزاری پر نظر ثانی فرماتے آئیں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز بارہا جلسہ سالانہ پر اور مجلس مشاورت میں بھی ارشاد فرما چکے ہیں۔ کہ "الفضل" کے خریدار کئی سال سے ایک خاص تعداد پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ حالانکہ ہزاروں نئے احمدی سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ آپ یہ دیکھیں کون کون باوجود استطاعت اخبار نہیں خریدتا۔ اور کون کون خریداری چھوڑ چکا ہے۔ اور ان کو دوبارہ خریدار بنائیں۔ آپ کے گھروں کی تعلیم و تربیت ترقی و بہبودی کا بہت سا کام "مصباح" کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہر گھر میں ہر خاندان میں ایک پرچہ "مصباح" کا ضرور منگوانا چاہئیے۔ اور اپنے علمی و مذہبی معلومات میں اضافے اور مناظرات و دعوت و تبلیغ کے لئے اردو ریویو آف ریلیجنز کا منگوانا بھی نہایت ضروری ہے۔ یہی وہ رسالہ ہے جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی خواہش ظاہر فرما چکے ہیں۔ کہ دس ہزار خریدار اس کا کم از کم ہونا چاہیئے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ معتمدان جماعت ہائے احمدیہ اپنی فرض شناسی سے عند اللہ ماجور ہوں گے ؛ (مہتمم طبع و اشاعت قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۶ اپریل سنہ ۱۹۳۳ء | جلد ۲۰

عید اضحی مسلمانوں کو کیا سبق دیتی ہے؟

دائمی اور مسلسل قربانی کی ضرورت

قربانی پر حیاتِ عالم کا مدار

انسانی بقا اور حیاتِ عالم کا مدار جن امور پر ہے۔ ان میں سے ایک اہم ترین چیز قربانی ہے۔ خواہ وُہ جانی قربانی ہو۔ یا مالی۔ آرام و آسائش کی قربانی ہو۔ یا عزت و آبرو کی۔ بہرحال قربانی کے بغیر نہ دُنیا نے پہلے کبھی ترقی کی۔ اور نہ اب کر سکتی ہے۔ اسی کی برکت سے نوعِ انسان نے ارتقاء کے منازل طے کئے۔ اور اسی کی وجہ سے دُنیا کا قیام ہے۔ یہ وُہ بنیادی پتھر ہے۔ جس پر کامیابی کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اور یہ وُہ کلید ہے۔ جس سے خوشحالی کے دروازے کھلتے ہیں۔ پس قربانی کا مسئلہ کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ نہایت ہی اہمیت رکھنے والا ہے۔ اتنی اہمیت کہ اس سے بے اعتنائی ہلاکت و بربادی تک پہنچا دیتی ہے۔

نظامِ عالم میں قربانی

مخالفین اسلام نے جہاں دیگر اسلامی مسائل پر اپنے اپنے رنگ میں اعتراضات کئے۔ وہاں انہوں نے قربانی کے فلسفہ کو نہ سمجھتے ہوئے عید اضحی کے موقعہ پر قربانی کرنے کا جو حکم ہے۔ اس پر بھی اعتراض کیا ہے۔ اور وُہ کہتے ہیں۔ اسلام نے یہ حکم دے کر بے رحمی کا دروازہ کھول دیا ــ حالانکہ اگر عقل و فکر سے کام لے کر دیکھا جائے۔ تو نظر آسکتا ہے۔ کہ دُنیا میں تمام بسائط سے لے کر مرکبات تک قربان ہو رہے ہیں۔ اور اس کے بغیر دُنیا کا قیام ناممکن ہے۔ انسانی بقا کے لئے آکسیجن قربان ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو انسان ایک سیکنڈ کے لئے بھی زندہ نہ رہ سکے۔ پھر درختوں اور پودوں کے لئے کاربن قربانی ہو رہی ہے۔ لکڑی اور کوئلہ کروڑوں من کی مقدار میں ریلوں۔ اسٹیمروں اور ورکشاپوں میں قربان ہوتا ہے۔ مختلف انسانی امراض کے کیڑے کئی قسم کی دوائیوں کے ذریعہ روزانہ بے شمار تعداد میں انسانی زندگی کی خاطر ہلاک کئے جاتے ہیں۔ پانی جو انسانی زندگی کے لئے نہایت ضروری چیز ہے۔ اس میں کیڑوں کی موجودگی ثابت ہے۔ اور ہر شخص جب پانی پیتا ہے۔ تو اپنی زندگی کی خاطر لاتعداد کیڑوں کی قربانی کرتا ہے۔ پھر قدرت نے بعض جانداروں کی خوراک ہی دوسرے جانداروں کی قربانی پر منحصر کی ہے۔ مثلاً بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھا جاتی ہیں۔ باز۔ شاہین۔ بلیاں شیر۔ چیتے۔ بھیڑیئے۔ اپنی غذا کے لئے دوسرے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ پھر حیوانوں سے خدمت لینا۔ ان پر بوجھ لادنا۔ طرح طرح کی مشقتوں کے کام لینا یہ بھی ان کے آرام و آسائش کی قربانی ہے۔ پس جب نظامِ عالم میں قربانی اس وسعت کے ساتھ جاری ہے۔ اور اس قسم کی قربانیاں قابلِ اعتراض نہیں سمجھی جاتیں۔ تو اسلام نے جو حکم دیا ہے۔ وُہ کس طرح محلِ اعتراض ہو سکتا ہے۔

مختلف مذاہب میں قربانی

پھر قربانی کا رواج نہایت قدیم زمانہ سے دُنیا کی تمام قوموں میں چلا آرہا ہے۔ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے۔ کہ ایران انڈیا۔ روم۔ عرب۔ افریقہ۔ قدیم امریکہ۔ اور روما میں قربانی کا عام رواج رہا ہے۔ یہ قربانیاں رضاء الٰہی۔ کفارہ معاصی۔ اور بتوں کے غیظ و غضب کے ازالہ غربت کے دُور کرنے۔ شاعر کی قوت بڑھانے اور بیمار کی بحالی صحت کے لئے عمل میں آیا کرتی تھیں۔ عبرانیوں میں شکریہ کفارہ اور حمد الٰہی کے لئے۔ علاوہ ازیں لڑکے کے تولد۔ ختنہ شادی۔ مہمان کے آنے۔ فتح مندی۔ زمین کے جوتنے۔ کنوئیں کی بنا رکھنے۔ عمارت کھڑی کرنے۔ باہمی معاہدہ اور مردہ کی سالانہ رسم پر شکار کے بعد اور جب کسی کا جانور پہلا بچہ دے۔ قربانی ہوا کرتی تھی بابلیوں میں ہرن کی قربانی۔ بلکہ انسانی قربانی بھی ضروری خیال کی جاتی تھی۔ حضرت سلیمان نے جب ہیکل تیار کی۔ تو اس وقت قربانیوں کی تعداد لاکھوں تک پہونچ گئی تھی۔ روما میں سؤر کی۔ یونان میں شراب کی۔ اور ڈاہومی میں بادشاہ کی وفات پر دو ہزار آدمیوں کی قربانی ہوتی تھی۔

ہندوؤں میں بھی تمام جانوروں کی قربانی کا رواج پایا جاتا تھا۔ حتے کہ ویدوں میں اب بھی اس قسم کے حوالے موجود ہیں۔ اور عملی طور پر ہندوؤں کے کئی تیرتھوں پر ابھی تک جانوروں کی قربانیاں دی جاتی ہیں۔

عیسائیوں کا حال تو یہ ہے۔ کہ ان کی نجات ہی ایک انسانی قربانی یعنی یسوع مسیح کے کفارہ پر ہے۔ بائیبل میں بھی جا بجا قربانی کا ذکر ہے۔ قابیل اور ہابیل کی قربانی۔ اور پھر اس پر قتل تک نوبت پہنچنا تو بہت مشہور ہے۔

غرض قربانی جہاں بقائے عالم کا باعث ہے۔ اور اللہ تعالٰے کا فعل اس کی تائید میں ہے۔ وہاں مختلف مذاہبِ ملل اور اقوام کا عمل بھی ثابت کر رہا ہے۔ کہ یہ ایک نہایت ضروری چیز ہے۔

اسلام کا قربانیوں پر زور

اسلام نے قربانیوں پر جس حد تک زور دیا ہے۔ اس کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہر سال عید اضحی کے موقعہ پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہر صاحبِ وسعت کے لئے اونٹ گائے۔ بکری۔ دُنبہ اور بھیڑ وغیرہ کی قربانی کرنا ضروری ہے۔ مگر پیشتر اس کے کہ اس قربانی کا فلسفہ پیش کیا جائے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کے لفظ کی تشریح کر دی جائے۔

قربانی کے معنے

قربانی کا لفظ قربان سے نکلا ہے۔ اور لغتِ عرب میں اس کے معنی یہ لکھے ہیں کہ

القربان بالضم ما قرب الی اللہ وما تقربت بہ۔ یعنی قربان اس چیز کو کہتے ہیں۔ جو اللہ تعالٰے کی طرف انسان کو نزدیک کر دے۔ اور وُہی چیز قربان ہے۔ جس کے ذریعہ تو اللہ تعالٰے کے نزدیک ہو جائے۔

پس قربان کے معنے یہ ہیں۔ کہ انسان قربانی کے ذریعہ اپنے آپ کو اللہ تعالٰے کے قُرب کے حصول کا اہل ثابت کرے۔

نفس کی قربانی کا اقرار

در اصل جانور کی قربانی ایک عملی زبان ہے اور قربانی کرنے والا اس طرح اس امر کا اقرار کرتا ہے۔ کہ جس طرح یہ جانور جو مجھ سے ادنے ہے۔ میرے لئے قربان ہو گیا۔ اسی طرح اگر مجھے اعلےٰ چیزوں کے لئے اپنے آپ کو قربان کرنا پڑے گا تو میں بھی اس قربانی سے دریغ نہیں کرونگا۔

جو شخص اس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے قربانی کرتا ہے۔ وُہ جانور کو ذبح کر کے اپنے آپ کو قربانی پر آمادہ پاتا ہے۔ اور اس کا دل

اسے ہر وقت یہ کتنا سنائی دیتا ہے۔ کہ تُو نے اپنے ہاتھوں ایک جانور کو ذبح کر کے اس امر کا اقرار کیا تھا۔ کہ ادنےٰ چیز اعلےٰ کے لئے قربان کی جاتی ہے۔ پس مجھے بھی اس قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ جو صداقت کے قیام۔ اور بنی نوع انسان کی تکالیف کو دُور کرنے کے لئے کرنی پڑے ؎

قرآن کریم قربانی سے تقویٰ چاہتا ہے

قربانی کے اس فلسفہ کا ذکر قرآن کریم نے اس آیت میں کیا ہے۔ فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومها ولا دماءها ولکن یناله التقوی منکم۔ کہ اللہ تعالےٰ کو قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہونچتا۔ بلکہ اسے تو وُہ ارادہ پہونچتا ہے جو تقوےٰ اور خشیت کو مدّنظر رکھتے ہُوئے تم کرتے ہو۔ یعنی اگر اس غرض کو پورا کرو گے جس کے لئے قربانی مقرر کی گئی۔ تو فائدہ ہوگا ورنہ صرف خون بہانے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ پھر ہابیل و قابیل کی مثال سے بتایا۔ کہ یوں تو دونوں نے جانوروں کے گلے کاٹے مگر قربانی صرف ایک کی قبول ہُوئی۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ یہی کہ انما یتقبل اللہ من المتقین۔ چونکہ ایک نے اللہ کا تقوےٰ مدّنظر رکھا۔ اس لئے اسے قبولیت حاصل ہوئی۔ مگر دُوسرے کے پیش نظر یہ بات نہ تھی۔ اس لئے اس کی قربانی رد کر دی گئی ؎

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی یادگار

عید اضحیٰ کے موقعہ پر جو قربانیاں کی جاتی ہیں۔ وُہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی اس سچی قربانی کی یادگار ہیں۔ جو انہوں نے کی۔ اور جس کا ذکر قرآن کریم میں یوں آتا ہے فلما اسلما وتلّه للجبین وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا۔ یعنی جب حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کو ایک رؤیا کی بنا پر ماتھے کے بل لٹا دیا۔ اور دونوں اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو گئے۔ تو ہم نے آواز دی۔ کہ اے ابراہیم۔ بس کر تُو نے اپنے رؤیا کو ظاہری صورت میں بھی سچا کر دکھایا۔ پھر دوسرے موقعہ پر اللہ تعالےٰ کے حکم کے ماتحت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اور ان کی والدہ کو ایک بے آب و گیاہ جنگل یعنی وادی غاران میں چھوڑ دیا۔ خدا کی حفاظت کے ماتحت وُہ بڑھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں نوازا۔ اور خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کو قبول کرتے ہُوئے امت محمدیہ میں ہمیشہ کے لئے یہ طریق رائج کر دیا۔ کہ حج کے ایام میں مسلمان قربانیاں کریں۔ اور اس یادگار کو قیامت تک قائم رکھیں ؎

جماعت احمدیہ کے لئے سبق

ہماری جماعت کو جسے اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں دُنیا کی اصلاح کے لئے قائم کیا ہے۔ اور جس کی بنیاد اس مقدس انسان نے رکھی جس کا نام خدا تعالےٰ نے ابراہیم رکھا۔ غور کرنا چاہیئے۔ کہ اس پر کتنی بڑی قربانی کا فرض عائد ہوتا ہے ؎

آج زمانہ وُہ ہے۔ کہ دُنیا کی ہر قوم اپنی ترقی کے لئے تگ و دو میں مصروف ہے۔ اور اپنے رنگ میں قربانی کر رہی ہے۔ ہمارے ذمہ اللہ تعالےٰ نے تمام دُنیا میں تبلیغ اسلام کا فرض عائد کیا ہے۔ جو کسی معمولی جد و جہد سے ادا نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ایک وقت ایک دن۔ ایک مہینہ یا ایک سال کی مساعی کافی نہیں۔ بلکہ دائمی مسلسل اور ان تھک کوششوں کی ضرورت ہے۔ وسیع قربانی کی حاجت ہے۔ اس احساس کو عید اضحیٰ کے موقعہ پر قربانی دیتے ہُوئے دوچند ہو جانا چاہیئے۔ اور اعلاء کلمۃ الحق کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کرنی چاہیئے۔

بہت لوگ جانور کی قربانی تو دیتے ہیں۔ مگر جب اپنے نفس کے متعلق کسی قسم کی قربانی کا وقت آئے۔ تو ہچکچاتے ہیں۔ حالانکہ اگر ہم چند روپے خرچ کر کے ایک جانور کو قربان کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ تو وُہ خدا جس نے ہمیں پیدا کیا۔ اور جس نے ہماری زندگی کے قیام کے سامان مہیا کئے۔ اس کا کیوں حق نہیں۔ کہ ہم اس کے لئے اپنا نفس نہیں۔ بلکہ اسی کا عطا کیا ہُوا سب کچھ قربان کر دیں۔ ہم اگر جان بھی دے دیتے ہیں تو اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ کیونکہ ؎

جان دی۔ دی ہُوئی اسی کی تھی۔ حق تو یہ ہے۔ کہ حق ادا نہ ہُوا

پس عید اضحیٰ ہر مسلمان کو یہ سبق دینے کے لئے آتی ہے۔ کہ خدا کی رضا۔ اور اس کی مخلوق کی خدمت کے لئے ہر قربانی کرنی چاہیئے۔ اور اس وقت تک کرتے رہنا چاہیئے۔ جب تک دُنیا میں رہنے کا اسے موقعہ ملے۔ کہ دینی و دنیوی کامیابی اور فوز و فلاح کا یہی طریق ہے ؎

دُنیا میں احمدیت کا سکہ

مولوی ثناء اللہ صاحب نے حال ہی میں جماعت احمدیہ کے متعلق یہ لکھ کر کہ "آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی حرکت جس کا انجام قریب ہے۔ کمزور ہو رہی ہے" دیدہ دانستہ اپنے ناظرین کو دھوکہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کی تھی۔ جس کے متعلق تفصیلی طور پر ہم ایک گزشتہ پرچہ میں اظہار حقیقت کر چکے ہیں۔ اب اس بارے میں مولوی صاحب کے گھر کی ایک تازہ شہادت پیش کرتے ہیں۔ اخبار "مساوات" امرتسر (۲۸ مارچ) لکھتا ہے

"قادیانی فتنہ نہ صرف ہندوستان میں۔ بلکہ تمام عالم اسلام کے اکثر ممالک میں اپنا سکہ جما چکا ہے۔ اس وقت قادیانی جماعت کے بڑے بڑے کارکن اپنی جماعت کی تبلیغ پر سالانہ لاکھ روپیہ صرف کر رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آج فیصدی کم از کم پچیس اشخاص قادیانی نکلیں گے" ؎

یہ کسی موافق کی نہیں۔ بلکہ مخالف کی۔ کسی عام کی نہیں۔ بلکہ دشمن کی شہادت ہے۔ جس میں بادل ناخواستہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ تمام عالم اسلام پر سکہ جما چکی ہے۔ اور مسلمانوں کا ایک بہت بڑا حصہ احمدی ہو چکا ہے۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے جماعت احمدیہ کے متعلق جو خیال پیش کیا۔ اس کی بڑے زور سے تردید احمدیت کے مخالف خود ہی کر رہے ہیں۔ اور ان کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں۔ کہ دُنیا میں احمدیت کے نفوذ کا اقرار کریں ؎

ایڈیٹر صاحب "الخلیل" پر قاتلانہ حملہ

دہلی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ مولوی شریف احمد صاحب مراد ایڈیٹر اخبار "الخلیل" پر یکم اپریل کو ۴ بجے کے قریب ان کے رہائشی مکان میں ریاست بھوپال کے دو مسلمان نوجوانوں نے قاتلانہ حملہ کر کے ان کے چہرہ و سر پر سخت خطرناک زخم لگائے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ملزمین نے کہا۔ وُہ بھوپال سے اسی ارادہ سے کرایہ کی ٹیکسی لے کر دہلی آئے تھے۔ کیونکہ ۲۸ مارچ کے "الخلیل" میں ایک مضمون شائع ہُوا ہے۔ جس میں ان کے خلاف الزامات عائد کئے گئے ہیں۔ حملہ آوروں نے پہلے مالک اخبار سے ملنا چاہا۔ لیکن جب اس میں انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ تو ایڈیٹر کے رہائشی مکان پر پہونچے۔ ایڈیٹر نے زنانہ مکان میں ملاقات کرنے سے معذرت کی۔ لیکن ان کے باصرار یہ کہنے پر کہ مالک اخبار کے نام رقعہ لکھ دیا جائے۔ تاکہ ملنے میں آسانی ہو۔ جب پردہ کر کے اندر بلایا گیا۔ تو انہوں نے لاٹھی اور چھرے سے یک لخت حملہ کر دیا۔ اور پھر بھاگ جانے کی کوشش کی۔ لیکن گرفتار کر لئے گئے ؎

جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ ہندوستان میں یہ اپنی نوعیت کا بالکل پہلا واقعہ ہے۔ اور زیادہ حیرت انگیز اس لئے ہے۔ کہ ایک ریاست کے ملازمین نے سرکاری علاقہ میں آ کر قاتلانہ حملہ کیا ہے۔ لیکن ملک کی خیر خواہی اور خدمت گزاری کا دعوےٰ کرنے والوں کی طرف سے ہندوستان میں قانون شکنی کی جو رُوح پیدا کی جا رہی ہے اس سے اس قسم کے بدترین افعال کا ارتکاب کوئی بعید بات نہیں۔ اور جب تک متفقہ طور پر اس رُوح کو کچل نہ دیا جائے گا۔ کسی امن پسند اور ملک و قوم کے حقیقی خیر خواہ کی زندگی خطرہ سے خالی نہیں ہو سکتی اور آخر کار اس کا نتیجہ انتہائی فتنہ و فساد اور خانہ جنگی کی صورت میں نمودار ہوگا۔

اس حادثہ کی وجہ سے ان لوگوں کی اور خاصکر ان اخبار نویسوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ جو سرکاری افسروں کو قتل کرنے والوں کی کسی نہ کسی رنگ میں حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ اگر سرکاری افسروں کی جان لینے والے قانون شکنی کر سکتے ہیں۔ تو دوسرے مواقعہ پر یہی طریق عمل اختیار کرنے والے بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور ایسے مواقعہ اخبار نویسوں کے متعلق زیادہ نکالے جا سکتے ہیں۔ افسوس تشدد اور قانون شکنی کی رُوح پیدا کرنے والے ملک و قوم کو تباہی کی دعوت دے رہے ہیں ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کا مقصد

نیکی اور تقویٰ کے ذریعہ فتح حاصل کرنا ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

فتح کا لفظ

ایک ایسا خوشکن لفظ ہے۔ کہ انسانی طبیعت بے اختیار اس کی طرف مائل ہو جاتی ہے فتوحات کے زمانہ میں فاتح کے عیب بھی خوبیاں بن جاتی ہیں۔ اور اس کے نقص بھی کمال نظر آتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو۔ ہمارے ہی ملک میں کچھ عرصہ پہلے جب مسلمان فاتح اور حکمران تھے ہندو

اسلامی لباس فیشن کے طور پر

اختیار کرتے تھے۔ وہ لمبے لمبے جبے جنہیں آج مسلمان بھی ترک کر بیٹھے ہیں اس زمانہ میں ہندو فخر سے پہنتے اور فارسی میں شعر کہنا ایک

ہندو کی عزت افزائی

کا موجب سمجھا جاتا جس طرح آج مسز نائیڈو اور ٹیگور اپنی قوم میں معزز قرار دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے

مغربی علم ادب کا تتبع

کیا ہے ٹیگور مغربی نقطۂ نگاہ پر اپنے خیالات کے اظہار کے لئے اور مسز نائیڈو انگریزی اظہار خیال کے لئے۔ اسی طرح اس زمانہ میں

مرزا قتیل

کی بڑی عزت تھی۔ کیونکہ وہ فارسی میں اچھے شعر کہتے تھے آج فارسی کا پڑھنا معیوب ہے۔ فارسی اور عربی دان ملا اور رٹنے کہلاتے ہیں۔ اور عالم صرف وہی شخص سمجھا جاتا ہے جو انگریزی پڑھا ہوا ہو۔ مگر آج سے دو اڑھائی سو سال پہلے علم کے معنے یہ تھے۔ کہ لوگ عربی یا فارسی پڑھے ہوئے ہوں۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ اس زمانہ میں انگریزی کو کوئی خصوصیت حاصل ہے۔ یا پہلے زمانہ میں عربی اور فارسی کو کوئی خصوصیت حاصل تھی بلکہ صرف یہ ہیں۔ کہ اس زمانہ میں فارسی اور عربی

فاتحین کی زبان

تھی۔ اور اس زمانہ میں انگریزی فاتحین کی زبان ہے۔

اسی طرح کسی زمانہ میں داڑھیاں بڑھانا

تہذیب کا نشان

قرار دیا جاتا تھا۔ اور اس زمانہ میں داڑھیاں منڈوانا تہذیب کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ داڑھی کے ساتھ تہذیب کا کوئی خاص تعلق ہے

داڑھی اور تہذیب

کا کوئی بھی جوڑ نہیں۔ بلکہ اس وقت اس لئے داڑھیاں بڑھائی جاتی تھیں۔ کہ فاتح قوم داڑھیاں رکھتی۔ اور اب اس لئے منڈائی جاتی ہیں۔ کہ فاتح قوم داڑھیاں منڈاتی ہے۔

اور اپنے اپنے اوقات میں لوگ اس کی تائید میں دلائل بھی لے آتے ہیں۔

پھر کسی زمانہ میں

طب کا سارا زور

اس امر پر تھا۔ کہ خوب نمک مرچ ڈالکر اور بھون بھون کر گوشت کو استعمال کرنا چاہیئے۔ یہ نہایت ہی مقوی اور خون صالح پیدا کرنے والی غذا ہے۔ اور اس وقت طب اپنے مخفی خزانے نکال نکال کر اس کی تائید میں پیش کر رہی تھی۔ مگر آج طب کا سارا زور اس امر پر ہے۔ کہ گوشت ابلا ہوا کھانا چاہیئے مرچیں کم ڈالنی چاہئیں۔ نمک۔۔۔ اور گرم مصالحہ زیادہ نہیں ڈالنا چاہیئے۔

طب بے شک ایک علم ہے۔ مگر میرے نزدیک اس وقت

طب کا علم

بھی

فاتح قوم سے مغلوب

تھا۔ اور وہ اسی کی تائید کر رہا تھا۔ مگر آج وہی طب کا علم اپنے رنگ میں اس وقت کی فاتح قوم کی تائید کر رہا ہے۔ یہ مثالیں اس امر کا ثبوت ہیں۔ کہ علوم خواہ کتنے ہی وسیع کیوں نہ ہوں۔ اور ان کی بنیاد خواہ تجربہ پر ہی کیوں نہ ہو۔ فتح کے سامنے جھک جاتے ہیں۔

پس فتح ایک نہایت ہی دلکش لفظ ہے۔ اور انسانی ذہن نہایت جلدی اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص غور کرے۔ تو اسے معلوم ہوگا۔ کہ

ہر فتح فتح نہیں

کہلا سکتی۔ بلکہ کئی فتوحات ایسی ہوتی ہیں۔ کہ جب وقوع میں آتی ہیں۔ تو لوگ اس کی عظمت کرتے۔ اور اپنا سر ان کے آگے جھکا دیتے ہیں۔ مگر بعد میں آنے والے لوگ جبکہ ہیبت ان کے دلوں سے ہٹ جاتی ہے جبکہ دماغ

حکومت کے جابرانہ دباؤ

سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اس فتح کو نہایت ہی نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ہر شخص کہتا ہے۔ یہ ظلم ہوا۔ دنیا کی ترقی میں روک واقع ہو گئی۔ وہ فتح تھی خونریزی کی۔ وہ فتح تھی ظلم کی۔ وہ فتح تھی جبر و تعدی کی۔ مگر شکست تھی علوم کی شکست تھی حقیقی تہذیب کی۔ پس اگرچہ ایک ساعت کے لئے اور تھوڑے سے وقت کے لئے وہ فتح

نہایت ہی مقبول اور محبوب

نظر آتی ہے۔ لیکن اس کے بعد اس کی شناعت اور برائی لوگوں کی نظر میں نمایاں ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس کے نقصانوں کو خود دیکھ لیتے ہیں۔ مومن کا کام یہ ہے۔ کہ وہ

حقیقی فتح

تلاش کرے۔ وہ فتح جو ناجائز ذرائع سے حاصل ہو۔ وہ فتح جس کے حاصل کرنے کے لئے ایسی تدابیر اختیار کرنی پڑتی ہوں جو انسانیت اور شرافت کے خلاف ہوں۔ وہ مومن کے لئے فتح نہیں شکست ہے ؛

دشمن کا مار دینا

کتنی کامیابی کی بات سمجھا جاتا ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جنگ کے میدان میں جنگ میں شامل ہونے والی

ایک عورت کی لاش

ملتی ہے۔ جنگ بھی ایسی جس کی فتح پر اسلام کی فتوحات کا انحصار تھا۔ اور دشمن بھی ایسا جس نے اپنی ساری عمر اسلام کے مٹانے کے لئے خرچ کر دی تھی۔ ایسا دشمن مارا جاتا ہے۔ ایسی لڑائی فتح ہوتی ہے۔ لیکن ایک عورت کی لاش دیکھ کر محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ساری خوشی غم سے بدل جاتی ہے۔ آپ کے چہرہ پر ایک رنگ آتا۔ اور ایک جاتا۔ صحابہؓ کہتے ہیں۔ ہم نے کبھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اتنا غضب ناک نہیں دیکھا۔ جتنا اس روز۔ اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی دخل نہ تھا۔ اسلامی لشکر کا کوئی دخل نہ تھا۔ ایک ایسے موقعہ پر جبکہ اپنے پرائے میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات ایک اپنا آدمی اپنے ہاتھ سے قتل ہو جاتا ہے۔ اتفاقاً حادثہ کے طور پر وہ عورت ماری جاتی ہے۔ لیکن چونکہ اس سے اسلامی فتح مشتبہ ہو جاتی اور دشمن کو

انگشت نمائی کا موقعہ

ملتا تھا۔ وہ کہہ سکتے تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے متبعین نے عورت کو قتل کر دیا۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ حملہ بہت ہی سخت نظر آیا۔ اور آپ کی ساری خوشی غم سے بدل گئی۔ جو دراصل سبق ہے اس بات کا۔ کہ آپ کے نزدیک فتح کوئی چیز نہ تھی۔ بلکہ

نیک اور جائز ذرائع سے حاصل کردہ فتح

کی قیمت آپ کے دل میں تھی ؛

ایک اور موقعہ پر کچھ صحابہؓ بعض لوگوں پر حملہ کر کے ان کا مال لے آئے۔ جس وقت حملہ کیا گیا

حج کے ایام

آ چکے تھے۔ اور ان دنوں لڑائی جائز نہ تھی۔ اس موقعہ پر بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرہ غمگین ہو گیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ تم نے یہ کیا کیا۔ پھر جو مارے گئے۔ ان کا خون بہا دیا گیا۔ اس لئے نہیں۔ کہ

عام جنگی قوانین

کے لحاظ سے کوئی بری بات تھی ہمیشہ لوگ ایسا کرتے۔ اور خود عرب کے لوگ کرتے۔ بلکہ محض اس لئے کہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نقطۂ نگاہ

دوسروں سے بالا تھا۔ پس یاد رکھو۔ ہماری جماعت کا مقصد فتح حاصل کرنا نہیں بلکہ دین اور اخلاق کے ذریعہ فتح حاصل کرنا ہے۔ بسا اوقات انسان کو یہ نظر آتا ہے۔ کہ فتح میرے ہاتھ میں ہے۔ اور بسا اوقات وہ خیال کرتا ہے۔ کہ تھوڑے سے مکر سے تھوڑے سے فریب سے۔ تھوڑے سے دغا سے اور تھوڑے سے جھوٹ سے وہ اسے حاصل کر سکتا ہے۔ ممکن ہے وہ نہ کر سکتا ہو۔ ممکن ہے اسے فریب سے بھی شکست ہو جائے۔ اور ممکن ہے وہ باوجود دغا کے بھی کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ مگر سمجھتا یہی ہے اس وقت لالچ اور حرص اس میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے میں ایک قدم ہاں

صرف ایک قدم

گناہ کی طرف اٹھاتا ہوں۔ پھر میرے لئے نیکی کے دروازے کھلے ہیں مگر وہ نہیں سمجھتا۔ کہ اس ایک قدم کے اٹھانے سے وہ نیکی سے دور چلا جائیگا گناہوں کے قریب ہو جائیگا۔ اور جبتک سچی توبہ کر کے واپس نہیں آئیگا۔ وہ گناہوں میں بڑھتا چلا جائے گا۔ تم ایک قدم شمال کی طرف اٹھاؤ کبھی جنوب کی طرف دوسرا قدم نہیں اٹھیگا۔ جب تک شمال کی طرف سے مونہہ پھیر نہ لو۔ جب تک اس طرف سے رجوع نہ کر لو۔ پس یہ خیال۔ کہ تھوڑی سی غلطی کے بعد پھر نیکی کے اختیار کرنے کے مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔ بہت بڑی غلطی ہے۔ ہر غلطی دوسری غلطی کی طرف لے جاتی ہے ایک دوسری کی طرف۔ دوسری تیسری کی طرف تیسری چوتھی کی طرف۔ پھر

موت کی سی توبہ

کئے بغیر گناہ آلود زندگی سے نجات ممکن نہیں ہوتی۔ مگر کون موت تلاش کرتا ہے۔ بہت کم اور بہت کم۔ گناہوں کی طرف قدم اٹھانے والے زیادہ ہوتے ہیں۔ مگر موت والی توبہ کرنے والے کم ہوتے ہیں۔ اور اگر غلطی کی طرف قدم اٹھا کر خیال کر لیا جائے۔ کہ یہی فتح کا راستہ ہے۔ اور بظاہر فتح حاصل بھی ہو جائے۔ تو یہ ایک دن نیکی کی فتح کی بجائے ظلم اور

تعدی کی فتح

کہلائے گی ؛

پس ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہمارا مقصد فتح نہیں۔ بلکہ نیکی اور تقوے کی فتح حاصل کرنا ہے۔ ہمارا مقصد دین اور اسلام کے احکام کے مطابق فتح حاصل کرنا ہے اور یہ چیزیں حاصل نہیں ہوتیں۔ جب تک انسان

خدا کے لئے موت

قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ موت اور صرف موت کے ذریعہ یہ فتح حاصل ہو سکتی ہے۔ اور جو موت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اسے فتح بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ پھر موت بھی ایک وقت کی نہیں۔ بلکہ وہ جو ہر منٹ اور ہر گھڑی آتی ہے کتنی مائیں ہیں۔ جو کنوئیں میں گرتے ہوئے بچے کو دیکھ کر خود کود نہیں پڑیں گی۔ میں سمجھتا ہوں۔ بہت کم۔ اسی فیصدی بلکہ شائد اس سے بھی زیادہ مائیں ایسی ہوں گی کہ اگر ان کا بچہ پانی میں گر پڑے۔ تو وہ پانی کے کنارے پر کھڑے ہو کر نہیں روئیں گی۔ بلکہ وہ بغیر سوچے سمجھے اس میں کود جائیں گی۔ بے شک اگر وہ تیرنا نہیں جانتیں۔ تو ڈوب جائیں گی۔ مگر کودتے وقت ان کے دل میں یہ خیال نہیں آئے گا۔ کہ ہم غرق ہو جائیں گی۔ اس وقت ایک ہی خیال ان کے دل میں ہو گا۔ کہ ہم نے اپنے بچے کو بچانا ہے۔ مگر کتنی مائیں ہیں۔ کہ جب ان کا بچہ بیمار ہو جائے۔ اور اسکی بیماری لمبی ہوتی چلی جائے۔ سال دو سال چار سال دس سال پندرہ سال بیس سال بلکہ اس سے بھی زیادہ تو پھر بھی وہ

استقلال سے تیمارداری

میں مصروف رہیں۔ یقیناً ایسی بہت کم مائیں ملیں گی۔ کوئی دو سال کوئی چار سال کوئی پانچ سال کوئی چھ سال کوئی آٹھ یا دس سال تک جائے گی۔ اور سینکڑوں میں سے کوئی ایک ماں ہو گی۔ جو بیس سال تک استقلال کے ساتھ تیمارداری میں مصروف رہے۔ اور اگر وہ بیس سال تک استقلال دکھائے۔ تو بھی گو اس کی زبان پر یہ الفاظ ہونگے کہ خدایا اسے شفا بخش مگر دل میں یہی کہے گی۔ کہ خدایا کیا تیرے پاس میرے

بچہ کے لئے موت

نہیں! وہ ایک وقت کی موت کے لئے تیار ہو جائے گی۔ مگر

ہر وقت کی موت

کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ بے شک عام محبت سے ماں کی محبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور دوسرا شخص جہاں ایک وقت میں گھبرا جاتا ہے۔ ماں مہینوں نہیں سالوں استقلال کے ساتھ اس

تکلیف کو برداشت

کرتی رہتی ہے۔ مگر بہر حال کوئی ماں مہینوں اور کوئی سالوں میں تھک جائے گی۔ اور بہت کم ایسی مائیں ہونگی۔ جو آخر تک اس مصیبت کو برداشت کریں۔ اس لئے کہ جو موت آہستہ آہستہ آتی ہے۔ اس کے آنے سے پہلے انسان خوب

جانتا۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ یہ موت آ رہی ہے۔ مگر جو یکدم آ جائے اس وقت عقل قائم نہیں رہتی۔ اور انسان اس مصیبت میں کود پڑتا ہے۔ جب ایک ماں اپنے بچہ کو پانی میں گرتے دیکھتی ہے۔ تو اس کی عقل ماری جاتی ہے۔ اور بغیر سوچے سمجھے وہ اس میں کود جاتی ہے۔ مگر جب سالہا سال اسے ایک

بیمار کی نگہداشت

کرنی پڑتی ہے۔ اور وہ دیکھتی ہے۔ کہ بیمار اچھا نہیں ہوتا۔ تو وہ ہر گھڑی اپنی موت اپنے سامنے دیکھتی ہے۔ اور

عقل و ہوش کی قائمی

کی وجہ سے اپنی جان دینے کے لئے تیار نہیں ہوتی۔ پس وہ اندر ہی اندر اس غم سے گھلنے لگ جاتی ہے۔ وہ سوچتی ہے کہ زندگی میں یہ موت ایسی ہے۔ کہ میں کسی سوسائٹی میں بیٹھ نہیں سکتی۔ رشتہ داروں سے مل نہیں سکتی۔ سیر کے لئے نہیں جا سکتی کسی

کام کاج کے قابل

نہیں رہی۔ پس یہ موت اسے آہستہ آہستہ اپنی طرف آتی دکھائی دیتی ہے۔ اور جو چیز آہستہ آہستہ اور ڈراتے ڈراتے پاس آئے اس کا خوف بہت زیادہ ہوتا ہے۔ شیر اگر یکدم سامنے آ جائے اور انسان کو پتہ نہ ہو کہ یہ شیر ہے تو ممکن ہے اسے کوئی انسان مار لے۔ مگر جب وہ دو تین میل سے ہی دیکھ کر آواز نکالتا ہے تو سننے والا کانپ اٹھتا ہے۔ پھر اور قریب آ کر بولتا ہے تو اور زیادہ خوف طاری ہو جاتا ہے۔ اور جب بالکل قریب آ جاتا ہے تو انسان کے ہاتھ پاؤں میں سکت نہیں رہتی اس کی وجہ کیا ہے یہی کہ وہ آہستہ آہستہ ڈراتا ہوا آتا ہے۔ اگر وہ یکدم آدمی کے پاس پہنچ جائے تو کئی انسان اسے مار لیں۔ میں نے ایک دفعہ اخبار میں

ایک عورت کے متعلق

پڑھا تھا۔ کہ وہ اپنے کھیت میں تھی۔ وہیں زچگی ہوئی اور اسے بچہ پیدا ہو گیا۔ واپس آ رہی تھی۔ کہ راستہ میں اسے چیتا مل گیا وہ جانتی نہیں تھی۔ کہ یہ چیتا ہے۔ اس نے بچہ زمین پر رکھا۔ اور چیتے سے لڑنے لگ گئی۔ یہاں تک کہ اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار ڈالا۔ تو وہ لوگ جو آہستہ آہستہ خطرہ کو برداشت کریں کم ہوتے ہیں۔ ہاں یکدم

خطرہ میں کود جانے والے

بہت ہوتے ہیں۔ آج کل ہی کانگرس کی وجہ سے جو فسادات ہوتے ہیں۔ ان میں جب گولی چلائی جاتی ہے۔ تو سینکڑوں آدمی کھڑے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہمیں کچھ پرواہ نہیں۔ مار ڈالو مگر جب جلسہ ہو رہا ہو۔ اور پولیس اس کے متعلق کہے۔ کہ منتشر ہو جاؤ۔ ورنہ

لاٹھی چارج

کیا جائے گا۔ تو ایک بھی آدمی جلسہ گاہ میں نہیں ٹھہرتا۔ اس لئے کہ گولی چلنے اور عقل آنے کے درمیان کوئی وقفہ نہیں ہوتا۔ مگر لاٹھی چارج کرنے اور عقل سے کام لینے میں وقفہ ہوتا ہے۔ اور انسان عواقب کو سوچ لیتا ہے ؎

گزشتہ ایام کے واقعات

دیکھ لو جہاں گولیاں چلیں۔ وہاں یہ نظر آئے گا۔ کہ لوگوں نے بڑی جرأت اور بہادری دکھائی۔ مگر جہاں ڈنڈے چلے۔ وہاں انہوں نے بزدلی دکھائی۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ ڈنڈا گولی سے زیادہ خطرناک چیز ہے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ گولی چلنے اور عقل سے کام لینے میں کوئی وقفہ نہ تھا۔ اس لئے لوگوں نے اپنے سینے آگے کر دئے۔ مگر ڈنڈا چلنے سے پہلے وقت ہوتا ہے اور لوگ اپنے انجام کو سوچ لیتے ہیں۔ اس لئے بھاگ گئے غرض جو موت آہستہ آہستہ آتی ہے۔ وہی اصل موت ہوتی ہے۔ اور اسے برداشت کرنا انسان کو دلیر اور جری ثابت کرتا ہے ہم دیکھتے ہیں صحابہؓ میں اس

موت کو برداشت کرنے کی قوت

تھی۔ چند صحابہؓ ایک دفعہ پکڑے گئے۔ اور ایک صحابیؓ کو ایسے کافر نے خرید لیا۔ جس کے ایک رشتہ دار کو اس صحابی کے کسی مسلمان رشتہ دار نے قتل کیا تھا۔ اور اس غرض سے خرید لیا تا کہ اپنے رشتہ دار کا بدلہ لینے کے لئے قتل کرے۔ کئی دن تک اپنے گھر میں اس صحابی کو قید رکھا۔ اور روزانہ قتل کی تیاریاں کی جاتیں۔ وہ صحابی اپنی آنکھ سے سب کچھ دیکھتے۔ اور انہیں معلوم ہوتا رہتا کہ اب موت میں کتنا وقت باقی رہ گیا ہے۔ آخر جب ان کے

قتل کئے جانے کا وقت

قریب آ گیا۔ تو انہوں نے کہا مجھے استرا دیں۔ تا کہ میں اپنے جسم کی صفائی کر لوں۔ انہیں استرا دیا گیا۔ وہ استرا لے کر بیٹھے ہی تھے۔ کہ ایک بچہ کھیلتے کھیلتے ان کے پاس آ گیا۔ انہوں نے پیار سے اسے اپنے پاس بٹھا لیا۔ گھر والوں نے جب یہ دیکھا۔ کہ استرا ہاتھ میں ہے۔ اور ہمارا بچہ پاس بیٹھا ہے۔ تو ان کا رنگ فق ہو گیا۔ وہ ڈرے۔ کہ کہیں بچے کو قتل نہ کر دے صحابی نے ان کے چہروں سے بھانپ لیا۔ کہ انہیں کیا خطرہ لاحق ہے۔ اور کہا۔

مسلمان غدار نہیں ہوتا

اس بچے نے کیا قصور کیا ہے۔ جو میں اسے قتل کروں جس وقت وہ انہیں

مارنے کے لئے

باہر لے گئے۔ تو ایک شخص نے پوچھا۔ کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں اگر اس وقت آپ اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے ہوتے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی جگہ ہوتے۔ تو آپ کو کتنی خوشی ہوتی۔ اس صحابی نے جواب دیا۔ کہ یہاں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ اور میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا رہوں۔ یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ میں تو یہاں بیٹھا ہوا یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا چبھے۔ اور میں آرام سے بیٹھا رہوں۔ یہ وہ لوگ تھے جنکی نظروں میں موت کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ وہ

ایمان کے لحاظ سے معصوم بچے

تھے۔ جیسے بچہ آگ میں ہاتھ ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی مصائب میں کود پڑتے۔ مگر بچہ جہالت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ اور وہ

علم کی وجہ سے

ایسا کرتے۔ یہی چیز ہے۔ جو انسان کو ایماندار ثابت کرتی ہے۔ اور یہی چیز ہے جس سے کامیابی حاصل ہوا کرتی ہے۔ پس اگر تم بھی چاہتے ہو۔ کہ تمہیں

اللہ تعالےٰ کی طرف سے انعامات

ملیں۔ تو تم اس موت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرو بہت ہیں۔ جو اس بات سے ڈرتے ہیں۔ کہ انہیں

مالی نقصان

پہنچ جائے گا۔ بہت ہیں۔ جو ڈرتے ہیں۔ کہ انہیں جانی نقصان پہنچ جائے گا۔ بہت ہیں۔ جو ڈرتے ہیں۔ کہ لوگ انہیں گالیاں دیں گے۔ یا دیتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ

اللہ تعالےٰ کا قرب

انہیں حاصل ہو جائے گا۔ اس کی محبت ان کے دلوں میں قائم ہو جائے گی۔ حالانکہ

اللہ تعالیٰ کی محبت اور بزدلی

کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ وہ شخص جو ہر وقت کی موت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اسے خدا تعالےٰ ہر وقت کی زندگی دینے کے لئے کیسے تیار ہو۔ کیا چیز ہے انسانی زندگی زیادہ سے زیادہ کوئی سو سال زندہ رہا۔ یا ڈیڑھ سو دو سو یا اڑہائی سو سال تک پہنچا۔ لیکن اگر کوئی شخص اڑہائی سو سال کی موت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو وہ کسطرح یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ اربوں ارب سالوں کی۔ بلکہ

ایک غیر محدود زندگی

اسے حاصل ہو جائے گی کتنی چھوٹی سی چیز ہے جس کی

قربانی کا مطالبہ

کیا جاتا ہے

اس خیال کو جانے دو کہ یہ محدود قربانی ہے اس امر کو نظرانداز کر دو کہ قربانی کی طاقتیں بھی اللہ تعالیٰ کی مہیا کردہ ہیں۔ اگر انسان اس معمولی زندگی کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قربان کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو وہ کس طرح اس سودے کی امید کر سکتا ہے۔ جس کا تعلق ہمیشہ کی زندگی سے ہے پس ابتلا اور مصیبتیں

مومن کا خاصہ

ہیں اور ایمان کے جلا کے لئے ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے اگر ابتلاؤں۔ لعنتوں اور گالیوں سے بے عزتی ہوتی ہے تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے عزتی ہوئی۔ کیونکہ آپ کو گالیاں دی گئیں۔ اتنی کہ کسی اور کو آج تک نہیں ملیں۔ تکالیف پہنچائی گئیں اور اس قدر کہ کوئی شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ دشمن ایک اوجھڑی اٹھا لائے جو غلاظت سے بھری ہوئی تھی۔ اور آپ کے اوپر ڈال دی۔ ایک دفعہ آپ کے گلے میں رسی ڈال کر کھینچا گیا اور کوشش کی گئی کہ آپ کا دم گھٹ جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

بھی اسی طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ آپ کا راستہ بند کیا گیا لیکچروں میں پتھر برسائے گئے۔ غرض ہر رنگ میں ہتک کی گئی۔ گالیاں بھی دی گئیں۔ ایک دفعہ آپ مجلس میں بیٹھے تھے کہ ایک مخالف آیا اور آپ کو

گندی گالیاں

دینے لگ گیا۔ اس پر بعض کو غصہ بھی آیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں روک دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ گالیاں دے کر خاموش ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ آپ لوگ معذور ہیں کیونکہ آپ کو یہی تعلیم دی گئی ہے۔ غرض ہر رنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور ہر رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکالیف پہنچائی گئیں۔ اگر یہ تکلیفیں ذلت ہیں تو پھر ہمارے لئے عزت کی کونسی بات ہے۔ جب ہمارے پیاروں نے گالیاں کھائیں تو کیا ہم ان سے زیادہ معزز ہیں کہ ہمیں یہ گالیاں ذلت معلوم ہوں اور اگر ذلت نہیں بلکہ عزت ہیں۔ تو پھر وہ کون بے وقوف ہے جو دعا کرے کہ خدایا مجھے عزت نہ بخش۔ جب

خدا کے لئے گالیاں کھانا

خدا کے لئے ماریں کھانا۔ خدا کے لئے جانی اور مالی نقصان برداشت کرنا ہتک عزت کی بات نہیں بلکہ معزز بنانے والی بات ہے تو وہ شخص جو یہ کہتا ہے۔ کہ مجھے عزت نہ ملے یا پاگل ہے یا منافق لیکن خدا کے دربار میں

پاگلوں اور منافقوں کی عزت

نہیں ہو سکتی۔ وہاں مخلص بندوں کو ہی جگہ ملتی ہے۔ پس اپنے اخلاق کو درست کرو اور یاد رکھو کہ جو اخلاق سے فتح حاصل ہوتی ہے۔ وہی حقیقی فتح ہوتی ہے اور جو لڑائی یا گالیاں دینے سے فتح ہو۔ وہ شیطان کے لئے ہے خدا کے لئے نہیں۔ ایسی فتح کی موجودگی میں پھر بھی

خدا کا خانہ

خالی رہے گا اور جب تم یہ سمجھ رہے ہو گے کہ یہ خدا کے لئے فتح ہوئی۔ شیطان اس وقت خوش ہو رہا ہوگا۔ اور کہے گا کہ میں نے اب بھی انہیں اپنے قبضہ میں رکھا۔ پس

خدا کے سپاہی

بنتے ہوئے شیطان کے سپاہی مت بنو۔ اور اخلاق نرمی اور محبت سے قلوب فتح کرنے کی کوشش کرو۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ نرمی سے کچھ نہیں بنتا اور کیا تم اپنی تدابیر سے دنیا پر غالب آ سکو گے۔ اگر تم

اپنی کوششوں پر انحصار

رکھتے ہو تو تم مومن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی تائید پر بھروسہ رکھو۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے نشان کے طور پر دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ مچھلی کو آٹا نہیں پکڑا کرتا بلکہ مچھلی ماہی گیر پکڑا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم آٹا ہیں طعمہ ہیں جو اس لئے پھینکے گئے تا دنیا اسے کھائے۔ لیکن چونکہ

خدا کا کانٹا

ہمارے پیچھے ہے۔ اس لئے جب بھی ہمیں کوئی کھانے کے لئے آئے گا خود شکار ہو کر رہ جائے گا۔ پس بے شک ہم ایک طعمہ ہیں اور اس لئے پھینکے گئے ہیں کہ دنیا ہمیں کھائے مگر ہمیں کھا کوئی نہیں سکتا۔ کیونکہ خدا کا ہاتھ ہمارے پیچھے ہے اور وہ ہمیں کھانے والے کا شکار کرتا ہے۔ پھر اس کامیابی میں بھی ہمارا دخل نہیں۔ جیسے اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے۔ کہ آٹا مچھلی کو پکڑتا ہے تو وہ پاگل ہے۔ مچھلی کو کانٹا پکڑتا ہے جو شکاری کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ پس یہ مت خیال کرو۔ کہ تم نے کوئی کام کرنا ہے تم کو خدا نے دنیا کے سامنے پھینک دیا ہے تاکہ وہ لوگ آئیں اور تم پر مونہہ ماریں۔ تمہیں ایک

طعمہ کی شکل

دی گئی ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں لالچ پیدا ہو۔ اور وہ تمہاری طرف ہاتھ بڑھائیں تا خدا کا ہاتھ انہیں کھینچ لے۔ پس اپنی کمزوری کو نہ دیکھو کہ یہ کمزوری

دشمن کو شکار کرنے کا ایک ذریعہ

ہے۔ جس طرح مچھلی والا جتنی زیادہ آٹے میں خوشبوئیں ملاتا ہے جو مچھلی کو پسند ہوں۔ تاکہ وہ انہیں سونگھے اور کانٹے کی طرف آئے۔ تاکہ پکڑی جائے اسی طرح تم بھی اپنے اندر جس قدر کمزوریاں دیکھو۔ یہ سمجھ لو کہ

خدا کا جال

اور زیادہ وسیع ہو رہا ہے۔ تاکہ تمہاری کمزوریوں کو دیکھ کر دشمن کو لالچ اور حرص پیدا ہو اور وہ تمہارے قریب آ جائے۔ تاکہ پکڑا جائے۔ پس آج تمہاری ہر کمزوری دشمن کو شکست دینے کا ایک ذریعہ ہے اور ہر ایک چیز جو بظاہر تمہارے

ضعف کی علامت

سمجھی جاتی ہے۔ اس امر کا ثبوت ہے کہ فتح کرنے والا آ گیا اور تمہارے دل

متیٰ نصر اللہ

کہنے کے لئے تیار ہو گئے۔ پس اپنے نفوس میں تبدیلی پیدا کرو۔ قلوب کو پاک کرو زبانوں کو شائستہ اور اپنے آپ کو اس امر کا عادی بناؤ۔ کہ خدا کے لئے دکھ اور تکلیفوں کو برداشت کر سکو۔ تب تم خدا کا ہتھیار ہو جاؤ گے اور پھر خدا ساری دنیا کو کھینچ کر تمہاری طرف لے آئیگا۔ اگر یہ تبدیلی تم اپنے اندر پیدا نہیں کرتے تو پھر کچھ بھی نہیں۔ اور اگر اس صورت میں فتح آ بھی جائے تو وہ ذلت سے بدتر ہے اور وہ خدا کی نہیں بلکہ

شیطان کی فتح

ہے۔

ذکر و فکر

صرف ایک قدم

اے عزیز حیوان سے انسان۔ شیطان سے مسلمان اور عاصی سے ولی بننا نہایت ہی آسان ہے صرف ایک قدم بڑھانے کی دیر ہے۔ سنا ہے کہ ایک بزرگ تھے جن کے ابتدائی حالات اچھے نہ تھے آخر ایک دن آیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ مجھے ایک مستقل تبدیلی اپنی حالت میں کرنی چاہیئے۔ اور جسمانی ہوا و ہوس ترک کر کے روحانی بادشاہت میں داخل ہو جانا چاہیئے۔ جب ان کو یہ خیال آیا تو وہ ایک جگہ کھڑے تھے۔ وہیں انہوں نے اپنے سامنے زمین پر اپنی لکڑی سے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کہ جہاں میں اب کھڑا ہوں یہ میری موجودہ حالت ہے اور اس لکیر سے پرے ان لوگوں کا مقام ہے جو تمام معاصی اور غفلتیں ترک کر کے بکلی خدا کے ہو گئے اور ان میں کوئی شائبہ دنیا کا باقی نہیں رہا پورے طور پر انہوں نے ماسوی اللہ سے انقطاع حاصل کر کے ہمیشہ کے لئے اخلاص سے خدا تعالیٰ کا ...

نظارتوں کے اعلانات

تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ

(۱) جماعت احمدیہ بمبئی کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کو ۲۸ مارچ ۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۳۵ء تک امیر مقرر فرمایا ہے۔

(۲) حسب ذیل اصحاب کو جماعت احمدیہ گوجرہ کے لئے یکم مئی ۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۳۴ء تک عہدہ دار مقرر کیا جاتا ہے۔

پریذیڈنٹ	منشی عبدالعزیز صاحب
جنرل سکرٹری	منشی غلام حسین صاحب
سکرٹری وصایا	سید محمد طفیل صاحب
سکرٹری تبلیغ	سید چراغ شاہ صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت	ماسٹر محمد الدین صاحب
سکرٹری مال	ماسٹر عطا حسین صاحب
نائب سکرٹری مال	سید محمد طفیل صاحب
سکرٹری امور عامہ	خواجہ عبدالواحد صاحب

(۳) حسب ذیل اصحاب کو یکم مئی ۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۳۴ء تک جماعت احمدیہ راولپنڈی کے عہدہ دار منظور کیا جاتا ہے۔

جنرل سکرٹری	چوہدری مختار احمد صاحب ایاز
سکرٹری تعلیم و تربیت	چوہدری اعظم علی صاحب
اسسٹنٹ "	مستری محمد رفیق صاحب
سکرٹری وصایا	" "
سکرٹری تبلیغ	سید فتح علی شاہ صاحب
سکرٹری مال	مولوی محمد سعید صاحب
اسسٹنٹ "	چوہدری ظہیر احمد صاحب
سکرٹری ضیافت	" "
سکرٹری تالیف و تصنیف	مرزا محمد حسین صاحب
سکرٹری امور عامہ	شیخ فیض قادر صاحب
سکرٹری امور خارجہ	" " "
آڈیٹر	چوہدری عبدالرحمٰن صاحب
امین	قاضی محمد رشید صاحب

(۴) حسب ذیل اصحاب کو یکم مئی ۳۳ء سے ۳۰ اپریل ۳۴ء تک جماعت احمدیہ کراچی کے عہدہ دار منظور کیا جاتا ہے۔

پریذیڈنٹ	ڈاکٹر حاجی خان صاحب
وائس "	ڈاکٹر محمد بخش صاحب
جنرل سکرٹری	حاجی عبدالکریم صاحب
سکرٹری دعوۃ و تبلیغ	بابو اللہ داد خان صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت	ڈاکٹر محمد بخش صاحب
سکرٹری امور عامہ	چوہدری محمد دین صاحب
سکرٹری امور خارجہ	ماسٹر عبدالغفور صاحب
سکرٹری وصایا	صوفی عبدالحکیم صاحب
سکرٹری ضیافت	بابو فتح محمد صاحب شرما
محاسب	بابو رفیع الزمان خان صاحب

(ناظر اعلیٰ یکم اپریل ۳۳ء)

ضروری تاکید

میں ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ ۲۰ مارچ ۳۳ء کو ہر ایک بقایا دار انجمن کو ان کے وصول شدہ چندہ سے اطلاع دے کر بجٹ کے پورا کرنے کی تاکید کر چکا ہوں۔ اب مجلس مشاورت قریب ہے۔ اور سال تمام میں صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے اس لئے اخبار الفضل کے ذریعہ بھی خاص طور پر ہر ایک ممبر اور عہدہ دار انجمن ہائے احمدیہ کو تاکید کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی انجمن کا بجٹ پورا کرنے کے لئے ہر ممکن ذریعہ کو کام میں لائیں۔ اور ہر مد کا بقایا۔ مثلاً زکوٰۃ۔ چندہ جلسہ۔ صدقات وغیرہ وغیرہ بھی جو انجمن کے اس مالی سال میں قابل ادخال ہوں۔ وصول کر کے مالی سال کے خاتمہ تک ضرور داخل کرا دیں۔ تاکہ اس سال کے بجٹ میں محسوب ہو جائیں۔ امید ہے عہدہ داران انجمن اس امر کا خاص خیال رکھتے ہوئے۔ اپنا اپنا بقایا صاف فرمائیں گے۔ یہ کل رقوم ۳۰ اپریل تک دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں پہنچ جانی چاہئیں (ناظر بیت المال قادیان)

نظارت امور عامہ کا اعلان

سالانہ رپورٹیں جلد بھجوائیں

جن جن اضلاع میں مہتممان امور عامہ کا تقرر ہو چکا ہے وہاں کے مہتمم صاحب امور عامہ اور جن اضلاع میں تا حال مہتمم امور عامہ مقرر نہیں ہوئے۔ وہاں کے مقامی سکرٹریان امور عامہ کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اپنے سالانہ کام کی رپورٹ مرتب کر کے جلد سے جلد نظارت امور عامہ کو بھجوا دیں۔ ایسی رپورٹیں اگر ۱۲ اپریل ۱۹۳۳ء تک بھی پہنچ گئیں۔ تو ان کو مجلس مشاورت ۱۹۳۳ء کی رپورٹ میں انشاء اللہ تعالےٰ شامل کر لیا جائیگا۔

(ناظر امور عامہ)

بحری ملازمت

بحری ملازمت کے واسطے (Seaman)

سی مین کی بھرتی ۳ اپریل سے جہلم میں ہونے والی ہے۔ بمبئی میں ایک لفٹنٹ کمانڈر آیا ہوا ہے۔ ڈفرن جہاز پر افسروں کی بھرتی ہوا کرتی ہے۔ اس میں انٹرنس پاس اچھے سڈول جسم والے لئے جاتے ہیں۔ (۵۰) روپیہ ماہوار گورنمنٹ کو دینا پڑتے ہیں۔ تین برس کا کورس ہے۔ کپڑے خوراک وغیرہ گورنمنٹ دیتی ہے۔ اگر ۳ برس میں پاس ہو گئے۔ اور کسی دوسرے جہاز کوئی جگہ نائب لفٹنٹ کی خالی ہوئی۔ تو مل جاتی ہے۔ سرکاری لڑائی کے جہازوں پر جو افسر ہوتے ہیں۔ ان کو ولایت جانا ہوگا۔ اس کا امتحان ہندوستان میں نہیں ہوتا۔ (ناظر امور عامہ۔ قادیان)

تحریک اشتمال اراضی

ضلع سیالکوٹ اور ضلع گوجرانوالہ

تحریک اشتمال اراضی کو کامیاب بنانے کے لئے میں اس سے قبل مجلس مشاورت کی پاس کردہ تجویز اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا فیصلہ شائع کر چکا ہوں ضلع گوجرانوالہ اور ضلع سیالکوٹ کے احمدی زمینداروں کو چاہیئے۔ کہ جن جن مواضعات میں ہماری جماعت کی آبادی کی کثرت ہے۔ وہاں اشتمال اراضی کا کام شروع کر دیا جائے۔ اور جہاں جہاں ایسا نہیں۔ وہاں دوسرے زمیندار احباب کو اس تحریک کے فوائد کی طرف متوجہ کرتے رہیں۔ ضلع گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ شیخوپورہ میں گورنمنٹ کی طرف سے چوہدری ولایت علی خان صاحب انسپکٹر اشتمال اراضیات مقرر ہیں۔ اور ان کے ماتحت ان اضلاع میں قریباً ۲۰ سب انسپکٹر یہ کام کر رہے ہیں۔ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اشتمال اراضی کے لئے اپنی اپنی درخواستیں چوہدری صاحب کی خدمت میں پتہ ذیل پر بھجوا دیں۔ سیالکوٹ متصل چاہ دو دیانوالہ محلہ میانہ پورہ (ناظر امور عامہ)

ضروری اعلان

جو اشتہارات اور ٹریکٹ مخالفین کی طرف سے شائع ہوں جماعتوں کو چاہیئے کہ ان کی کاپیاں مجھے بھجوائیں تاکہ ان کا جواب شائع کیا جائے

چار "مقبول" تحفے

جن کا ہر گھر میں ہر وقت موجود رہنا ضروری ہے

زندک فی پیکٹ ۸/ پوسٹیج ۵/

سپھوڑے۔ پھنسی۔ چوٹ موچ ناسور بواسیر داد کھاج وغیرہ جلدی امراض کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ زندک کا ایک پیکٹ ہر گھر میں ہر وقت موجود رہنا چاہیئے ؛

رائل ہیئر ڈائی یا خضاب پر شاہی فی بکس ۸/ پوسٹیج ۵/

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ جس قدر خضاب آج تک تیار کئے گئے ہیں۔ یہ خضاب ان سب سے بہتر ہے۔ بالوں کو ملائم چمکدار کرتا ہے۔ اور ایسا طبعی رنگ دیتا ہے۔ کہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ کہ خضاب لگایا گیا ہے۔ جلد پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ الغرض ایک نادر چیز ہے ؛

مقبول یونیورسل بام قیمت فی شیشی ۸/ پوسٹیج ۵/

سر درد۔ جوڑوں کے درد۔ کمر درد۔ سینے کی درد۔ اور اسی قسم کی تمام دوسری دردوں کے لئے مجرب ثابت ہو چکی ہے۔ زکام اور کھانسی کو دفع کرتی ہے۔ سردی کی بیماریوں میں خارجی استعمال کے لئے اپنی نظیر آپ ہے ؛

مقبول آئی ڈراپ یا آنکھ کا لوشن فی شیشی ۶/ پوسٹیج ۵/

آشوب چشم ورم۔ سوزش نزول الماء آنکھوں سے پیپ خارج ہونے اور ککروں کے لئے اور عام طور پر آنکھوں کو صاف رکھنے اور قوت بینائی کو ترقی دینے کے لئے عدیم المثال چیز ہے۔ بچوں کی امراض چشم کے لئے خصوصیت کے ساتھ مفید ہے ؛

نوٹ :۔ چاروں چیزیں ایک ساتھ منگوانے پر محصولڈاک معاف ؛

ملنے کا پتہ مقبول ایجنسی بمبئی نمبر ۳

پرماتما کی خاص مہربانی سے

زچہ و بچہ دونوں کی جان بچ گئی

میرے گھر بچہ ہونے والا تھا۔ تین روز سخت تکلیف رہی دائیاں کوشش کر کے جواب دے بیٹھیں۔ تو سخت مایوسی کی حالت میں

اکسیر تسہیل ولادت

کا استعمال کیا۔ پرماتما نے خاص مہربانی کی۔ زچہ و بچہ دونوں کی جان بچ گئی۔ ایسی جادو اثر دوائی کے موجد کا شکریہ ادا کرنے کے قابل میں اپنے آپکو نہیں پاتا۔ ایسے نازک اور دل ہلا دینے والے موقع پر اس دوائی کا گھر میں موجود رہنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے استعمال سے ایسی مشکل گھڑیاں نہایت آسان ہو جاتی ہیں۔ اور بعد ولادت کے درد بھی نہیں ہوتے۔ قیمت بمعہ محصولڈاک اڑھائی روپے جو بالکل معمولی ہے۔ (چانن داس سلانوالی) ملنے کا پتہ یہ ہے

منیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی لائن سرگودھا

حبوب عنبری رجسٹرڈ

ہر موسم میں کھائی جا سکتی ہے۔

کھوئی ہوئی طاقت کو واپس لاتی ہے۔ پٹھوں میں بجلی کی طاقت پیدا کرتی ہے۔ خرابی معدہ کو فوراً دور کرتی ہے۔ بھوک بہت بڑھ جاتی ہے۔ جگر کی خرابی دور کرنے میں بے مثل ہے۔ خون پیدا کرنے میں بے نظیر ہے۔ دل کو طاقت دینے میں لاثانی ہے۔ بزدلی وکاہلی کی دشمن ہے۔ دماغ کو روشن کرتی ہے۔ اور حافظہ کی ضامن ہے۔ دماغی کام کرنیوالوں کے لئے اکسیر ثابت ہوئی ہے۔ قوت مردمی کے لئے تحفہ بے بہا ہے۔ جوانی کی محافظ ہے۔ ضعیفی کی دشمن ہے۔ چہرہ کو خوبصورت بناتی دلکو خوش رکھتی ہے۔ اس کا استعمال چالیس سال تک مقوی ادویات سے نجات دلاتا ہے۔ اس کے کھانے سے جوانی دوبارہ عود کر آتی ہے۔ حبوب عنبری کیا ہے۔ جوہر حیات انسانی کا منبع ہے۔ اس کے کھانے والے از حد مسرور ہیں۔ پس یہ گولیاں بدن کی ہر ایک کمزوری سے بفضل خدا نجات دلاتی ہیں۔ جلدی آرڈر دیکر اپنی مشکلات دور کریں۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی عہ

المشتہر :۔ نظام جبان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

نعمت الٰہی :۔ لڑکے پیدا ہونے کی دوائی رجسٹرڈ

حضرت خلیفۃ المسیح اول استادی المکرم مولانا حکیم نور الدین طبیب شاہی کا مجرب نسخہ جو حضور سے ہم نے سبقاً حاصل کیا تھا۔ خلق خدا کے فائدہ کے لئے ہر وقت ہمارے دواخانہ میں موجود تیار رہتا ہے۔ اور ضرورت مند دوست فائدہ حاصل کرتے رہتے ہیں۔ جن دوستوں کو علم نہیں۔ ان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ مایوس نہ ہوں۔ خدا قادر پر بھروسہ رکھ کر لڑکے پیدا ہونے کی دوائی رجسٹرڈ ہمارے دواخانہ سے منگوا کر استعمال کریں۔ مولا کریم ان کی خواہش پوری کرے گا۔ مکمل خوراک تین چھ روپے

المشتہر :۔ نظام جان اینڈ سنز

مکان فروختنی

بمحلہ دار البرکات متصل ریلوے اسٹیشن بحالت تحت مالک کیپٹن عبد الکریم خان صاحب پنشنر سندھی خریدار صاحبان مجھ سے گفت و شنید کریں۔ رقبہ زمین پندرہ مرلہ اینٹ پختہ ۳۰۰۰۰ عمارت پختہ و خام اکرہ ۲ کوٹھڑیاں۔ و دیوار ہائے پردہ

المشتہر :۔ خاکسار ڈاکٹر غلام غوث مہاجر قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کلکتہ کانگرس کے سلسلہ میں جن اصحاب کو گرفتار کیا گیا تھا۔ ان کی اب رہائی شروع ہو گئی ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر سید محمود اور پنڈت مالویہ وغیرہ رہا کر دئے گئے ہیں۔ باقیوں کو بھی اسی ہفتہ کے اندر رہا کر دیا جائیگا۔

لارڈ چیمسفورڈ سابق وائسرائے ہند ۲ اپریل کو اچانک لنڈن میں وفات پا گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انتقال سے تھوڑی دیر پہلے ان کے پیٹ میں درد اٹھا۔ جس سے فوراً موت واقع ہو گئی۔

جام صاحب آف نوانگر جو کرکٹ کے بہترین کھلاڑی تھے۔ ۲ اپریل کو وفات پا گئے۔ آپ ۳۲ء میں ایوان والیان ریاست کے چانسلر تھے۔ پچیس برس آپ نے حکومت کی۔

جرمن گورنمنٹ کے خلاف غیر ممالک میں یہودیوں کی طرف سے پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے اور جرمن مال کے بائیکاٹ کی تحریک جاری ہے۔ اس کے عوض نازیوں کو کھلی اجازت دے دی گئی ہے کہ وہ یہودیوں کو یونیورسٹیوں عدالتوں اور ہسپتالوں سے نکال دیں۔ اور جب تک غیر ملکی اخبارات میں یہودیوں پر نازیوں کے مظالم کی داستانیں چھپنی بند نہ ہوں یہ سلسلہ جاری رہے۔

روس میں چند انگریزوں کی گرفتاری اور ان کے خلاف مقدمہ چلائے جانے کے معاملہ نے انگلستان میں ایک ہیجان پیدا کر دیا ہے اور برطانیہ کا سفیر ماسکو سے واپس آ گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ کے زور دینے پر بھی روس نے انہیں رہا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ روس کے مال کا بائیکاٹ کر دے گا۔

ہاؤس آف کامنز میں سر جان سائمن وزیر امور خارجہ نے یہ دریافت کرنے پر کہ جرمنی میں یہودیوں پر سختی کے خلاف جو زبردست جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔ اس کے سلسلہ میں گورنمنٹ کیا قدم اٹھانا چاہتی ہے۔ نیز کیا اس معاملہ کو لیگ آف نیشنز کے آئندہ اجلاس میں رکھا جائیگا۔ کہا کہ لیگ آف نیشنز کے معاہدہ میں کوئی ایسی دفعہ نہیں جس کے رو سے گورنمنٹ اس معاملہ کو لیگ کونسل کے سامنے لا سکے۔ [illegible] جرمنی کو ہدایت کی جائے کہ وہ وہاں کے واقعات کے متعلق رپورٹ کرے تاکہ تصدیق شدہ خبریں مل سکے۔ سر جان سائمن نے کہا کہ یہ تجویز بالکل معقول ہے۔ اور میں اس سلسلہ میں برطانوی سفیر مقیم برلن سے گفت و شنید کر رہا ہوں۔

بنگلور سے یکم اپریل کی اطلاع ہے کہ آج کل بنگلور اور میسور کے درمیان بجلی سے ریل گاڑیاں چلانے کی سکیم زیر غور ہے۔

بنگال کونسل نے یکم اپریل کو بردہ فروشی کے انسداد کا بل پاس کر دیا۔ گورنمنٹ کی طرف سے ہوم ممبر نے کہا کہ اس کا مقصد چونکہ سوشل اصلاح کرنا ہے اس لئے گورنمنٹ اس کے راستہ میں نہ صرف روکاوٹ ڈالنا نہیں چاہتی۔ بلکہ اسے کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی۔

دربار کشمیر کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ بعض سید کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ کشمیر گورنمنٹ گلگت کا علاقہ برٹش گورنمنٹ کے حوالے کر رہی ہے۔ اس افواہ کی وجہ یہ ہے کہ گلگت کی سرحد کی حفاظت کے سوال پر جو گورنمنٹ ہند کی بھی شمالی سرحد ہے گورنمنٹ ہند اور کشمیر گورنمنٹ کے درمیان خط و کتابت ہو رہی ہے۔ ابھی تک تفاصیل وغیرہ کا فیصلہ نہیں ہوا۔ لیکن دونوں کا مقصد یہ ہے کہ اخراجات میں تخفیف کی جائے۔

سٹیٹسمین کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ اعلیٰحضرت حضور نظام نے درگاہ اجمیر میں بجلی کی روشنی کا انتظام کرنے کے لئے ۷ ہزار روپیہ عطا فرمایا ہے۔

اقلیتوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت کرنے والی انٹرنیشنل کمیٹی کی طرف سے ایک کیتھولک عیسائی۔ ایک پروٹسٹنٹ عیسائی اور ایک یہودی پر مشتمل وفد جرمنی جا رہا ہے۔ تاکہ وہ یہودیوں پر بیان کردہ مظالم کی تحقیقات کرے۔

مسلم کانفرنس کے ایگزیکٹو بورڈ کا ایک اجلاس راجہ صاحب سلیم پور کے زیر صدارت ۲ اپریل کو لکھنؤ میں منعقد ہوا۔ اور ایک تجویز منظور ہوئی جس میں وائٹ پیپر پر عدم طمانیت کا اظہار کیا گیا اور کہا گیا کہ وائٹ پیپر کی تجاویز مسلمانوں کی توقعات سے بہت کم ہیں۔

پبلک سروس کمیشن کی طرف سے اعلان شائع ہوا ہے کہ حکومت ہند کے سکرٹریٹ اور ملحقہ دفاتر میں فسٹ اور سیکنڈ ڈویژن کے کلرکوں کے تقرر کے لئے ۳ جولائی بروز دوشنبہ الہ آباد۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ لاہور۔ دہلی۔ مدراس اور شملہ میں ایک مقابلے کا امتحان منعقد ہوگا۔ کامیاب شدہ امیدوار [illegible] والی اسامیوں کے حقدار ہونگے۔ اور تعین امتحان میں حصول امتیاز کے مطابق کیا جائیگا۔ امتحان کے لئے تمام درخواستیں کمیشن کے مطبوعہ فارم پر جو پبلک سروس کمیشن منگاف ہوس دہلی یا کنیڈی ہاؤس شملہ سے مل سکتے ہیں کی جائیں اور ۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء سے قبل دفتر میں پہنچ جائیں۔ امتحان کی فیس ۲۰ روپے ہے جو درخواست کے ہمراہ ارسال ہونی چاہیئے۔

کیمبرج یونیورسٹی نے یکم اپریل کو دسویں مرتبہ آکسفورڈ کے مقابلہ میں کشتی چلانے کا میچ جیت لیا۔

پنجاب کونسل میں ۳ اپریل کو تین روز کی بحث و تمحیص کے بعد میونسپل امینڈمنٹ بل منظور ہو گیا۔ جس پر زمیندارہ پارٹی کے ممبر کونسل سے واک آؤٹ کر گئے۔

قونصل افغانستان متعینہ دہلی نے اس خبر کی تردید کی ہے جو "ایسٹرن ٹائمز" لاہور نے شائع کی تھی کہ اعلیٰحضرت نادر شاہ مستقبل قریب میں ہندوستان آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

گزٹ آف انڈیا ہوم ڈیپارٹمنٹ کی اطلاع مظہر ہے کہ ہز ایکسی لنسی سر جافری ڈی مونٹ مورنسی گورنر پنجاب کو ۱۲ اپریل سے دو برس اور چار ماہ کی رخصت عطا کی گئی ہے

سیاسی قیدیوں کی رہائی کی تحریک ۲ اپریل کو اسمبلی میں ۳۰ کے مقابلہ میں ۴۹ آراء کی اکثریت سے مسترد ہو گئی۔

بنگال کونسل میں ۳ اپریل کو ہوم ممبر نے بتایا کہ اس وقت بہرام پور اور ہجلی کے کیمپوں میں ۹۴۹ نفر وں میں ۹۴۹ اور دیہات میں ۱۱۲۵ اشخاص نظر بند ہیں مگر گورنمنٹ یہ بتانے کو تیار نہیں کہ وہ کہاں کے باشندے ہیں۔ اور انہیں روزانہ کتنا الاؤنس دیا جاتا ہے۔ البتہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے الاؤنسوں کی وقتاً فوقتاً پڑتال کی جاتی ہے۔

سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی نے نوٹس دیا ہے کہ آئندہ موٹر ڈرائیوروں کو چھ ماہ اور ایک سال سے زائد عرصہ کے لئے لائسنس نہیں دیا جائیگا۔

سی پی کونسل نے اچھوتوں کو پبلک مقامات کے استعمال کا حق دئے جانے کے متعلق جنوری میں جو بل پاس کیا تھا۔ گورنر جنرل نے اسے منظور کر لیا ہے اس کے رو سے تمام ایسے اشخاص کو بلا لحاظ ذات یا عقیدہ کے پبلک مقامات مثلاً کنوئیں منڈیوں سرائیں اور سڑکوں وغیرہ کے استعمال کا حق ہے اور اس حق میں مداخلت کرنے والے کو سزا دی جائیگی۔ جو پچاس روپیہ جرمانہ تک ہو سکتی ہے۔

یرودا جیل میں گاندھی جی کو دو بڑی بڑی دوربینیں دی گئی ہیں جن سے وہ ستاروں سیاروں اور چاند وغیرہ کے